ماہ محرم اور مسلمان

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی
ایڈیٹر ماہنامہ صدائے ہوش۔ لاہور

اسلامی سال نو کا آغاز محرم الحرام کے مہینے سے ہوتا ہے۔ جس طرح کسی مہمان کی آمد پر خوشی و مسرت کے جذبات کا ظاہر ہونا قدرتی امر ہے' بالکل اسی طرح "حیات مستعار" میں بھی نئے سال کا آنا متبرک اور خوش کن متصور ہوتا ہے۔ لیکن خوشیوں کے اظہار میں بیشتر باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ نیا سال تو غیر مسلم اقوام بھی Happy New Year کے نام سے مناتی ہے۔ ہم چونکہ مسلمان ہیں' اس لئے ہمیں ایسی تقریبات زیب نہیں دیتیں۔ ہمیں تو اسلامی سال کا آغاز بڑے ہی مہذب و مقدس انداز اور عزت و احترام کے ساتھ بارگاہ ایزدی میں خیر و برکت کی دعاؤں سے کرنا چاہئے۔

اسلامی یا شمسی سال کی آمد پر یہ رقص و سرود ہمیں اس لئے بھی زیب نہیں دیتا کہ درحقیقت ہماری زندگی سے ایک سال کم ہو گیا ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ شخص جو موت کے اور نزدیک ہو جائے کیا وہ کبھی کھیل کود اور شور و غوغا کے متعلق سوچ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

ضرورت تو اس امر کی ہے کہ اس موقع پر شاداں و فرحاں ہونے کے ساتھ ساتھ یہ فکر کرنا چاہیے عمر عزیز کا توازن بگڑتا جا رہا ہے۔ ایسے میں ہمیں گزرے ہوئے سال کا جائزہ لینا چاہئے کہ اس میں ہم نے کتنی کوتاہیاں کی ہیں۔ یعنی آئینہ ماضی میں جھانک کر مستقبل کے لئے بہترین لائحہ عمل مرتب کرنا چاہئے اور ساتھ ہی یہ عہد بھی کیا جائے کہ سابقہ غلطیوں کا حتی المقدور ازالہ بھی کیا جائے گا۔ اور آئندہ نیکیوں کی جستجو میں بڑھ چڑھ کر جوش و خروش سے حصہ لیا جائے گا۔

دس محرم کو قبرستان' قبرستان لگتا ہی نہیں بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کسی مینا بازار کا انعقاد کیا گیا ہے اور مسلمان خواتین بڑے اہتمام کے ساتھ بن سنور کر قبروں پر مٹی ڈالنے' منچلے نوجوانوں کی نگاہوں کا مرکز بنتی جاتی ہیں۔

لیکن افسوس کہ بدقسمتی سے ہمارے ہاں بالخصوص برصغیر پاک و ہند میں ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ ماہ محرم کے "طلوع قمر" کے ساتھ ہی مخصوص لوگوں کے ہاں "محفل سوگ" بپا ہو جاتی ہے۔ جس کا حلقہ اثر کم و بیش چالیس روز تک پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ ان مجالس میں جو کچھ کہا اور سنا جاتا ہے وہ ایک الگ داستان ہے۔ ان ہی سرگرمیوں میں ہمارے ایک اور مہربان بھی بہت سرگرم ہو جاتے ہیں۔ "نشہ تقلید" میں یہ محرم بھی تعزیہ لئے بازاروں میں "جلوہ افروز" ہوتے ہیں کہ ؎

ہم نے تو دل جلا کے سرعام رکھ دیا

آغاز محرم کے ساتھ ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام کی پانی کی سبیلیں لگ جاتی ہیں۔ مٹی کی کچی ٹھوٹھیوں میں چائے' چاول' حلوہ' کھیر اور سویاں وغیرہ بھر کر ختم شریف دلا کر تقسیم کی جاتی ہیں۔ بازاروں میں سڑکوں کے کنارے کھڑے ہو کر "رسہ کشی" کا مظاہرہ کرتے ہوئے لوگوں کو روک کر "ختم حسینؓ" کے لئے روپے اکٹھے کئے جاتے ہیں اور اگر کوئی بے چارہ انکار کر دے تو اس پر وہابی کی "چھاپ" لگا دی جاتی ہے۔ یہ معاملہ تو شہری حدود تک رہتا ہے لیکن جشن بہاراں مع چراغاں تو قبرستان میں ہوتا ہے۔

بالخصوص دس محرم کو تو قبرستان'

قبرستان لگتا ہی نہیں بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کسی "مینابازار" کا انعقاد کیا گیا ہو۔ "مسلمان خواتین بڑے اہتمام کے ساتھ بن سنور کر' زیب و آرائش کے گیت گاتے ہوئے قبروں پر مٹی ڈالنے اور ان کی ٹیپ ٹاپ کے لئے جاتی ہیں۔ حیرت ہے کہ ان کے پیچھے کچھ منچلے' کچھ دل جلے نوجوان بھی جاتے ہوئے پائے جاتے ہیں اور شاید پھر وہ سب کچھ ہوتا ہے جس کی خواہش سب سے زیادہ شیطان کو ہوتی ہے۔ گویا۔۔۔۔۔۔

خوب بجھتی ہے دلونکی پیاس ایسے دور میں

صرف اتنا کہ جس میں حلوہ پکتا ہے وہ شب برات کا مہینہ ہے' جس میں روزے رکھے جاتے ہیں وہ ماہ رمضان ہے' جس میں حج اور قربانی کی جائے وہ ذی الحجہ ہے' جس مہینے لوگ ماتم کریں' قبروں کی "مرمت" کریں اور "ختم" پر زور رکھیں وہ محرم الحرام ہے اور جس مہینے میں "علماء" منبر کی بجائے گھوڑوں اور گدھوں پر نظر آئیں وہ ربیع الاول کہلاتا ہے۔

غرض اگر چند مہینوں سے شناسائی بھی ہے تو وہ بھی بدعات کی محتاج ہے۔ جبکہ اس بات کا طشت ازبام ہونا ازحد ضرورت ہے کہ

ماہ محرم کی حرمت روز اول سے مسلم ہے نہ کہ شہادت حسینؓ کی وجہ سے۔

یہ بات حقیقت بن کر سامنے آچکی ہے کہ محرم الحرام کی آمد کے ساتھ ہی بدعات و خرافات کا بازار سالگ جاتا ہے اور ہر طرح سے جانے انجانے اس کے تقدس کو پامال کیا جاتا ہے۔ اگر مجالس بپا کی جاتی ہیں تو وہاں بھی فقط فرضی قصوں کا راج ہوتا ہے۔ حالانکہ کوئی بتانے والا نہیں بتاتا کہ ہجرت رسول ﷺ سے جس میں ہجرت کا آغاز ہوتا ہے' اس آغاز میں کون سی داسان پنہاں ہے۔ اس کی اہمیت کیا ہے؟ آخر حضرت عمرؓ نے محرم ہی سے اسلامی سال کا آغاز کیوں فرمایا؟ کیا یہ صورتحال المناک نہیں کہ نوجوان نسل انگریزی مہینوں کے نام تو فرفر لیتی ہے' لیکن اسلامی مہینوں کے ناموں کا اسے پتہ ہی نہیں ہے۔ ہاں اگر کچھ پتہ ہے تو

محرم الحرام ہی وہ مقدس و محترم مہینہ ہے کہ جس میں آنحضرت ﷺ نے رضائے الٰہی کی خاطر اپنے محبوب شہر مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ یہ تاریخ اسلام کا کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے بلکہ یہ اطاعت ربانی کی وہ اعلیٰ مثال ہے کہ جس کا دہرایا جانا ممکن نہیں۔

یہی وجہ تھی کہ اس کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت عمرؓ نے اسلامی سال کا آغاز ماہ محرم سے فرمایا۔ عام حلقوں میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ محرم کی فضیلت و عظمت اور حرمت کا تعلق حضرت حسینؓ کی شہادت سے ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ حضرت حسینؓ کی شہادت کا المناک و ناقابل تلافی واقعہ اس مہینے میں ہوا لیکن حقیقت یہ ہے کہ "محرم" شہادت حسینؓ سے پہلے ہی افضل و اعلیٰ اور حرمت والا تھا۔ کیونکہ ارشاد ربانی ہے:

ان عدة الشهور عند الله اثناء عشر شهرا فی كتاب الله یوم خلق السموات والارض منها اربعة حرم۔(التوبہ:۳۶)

"اللہ تعالیٰ نے جس دن سے یہ کائنات تخلیق کی ہے اسی دن سے کتاب اللہ میں مہینوں کی مقدار بارہ رکھی ہے۔ جس میں چار بے حد حرمت والے ہیں۔"

اور ان حرمت والے مہینوں کے نام بزبان رسالت ﷺ یہ ہیں:

(۱) محرم (۲) رجب (۳) ذیقعدہ (۴) ذوالحجہ (بخاری جلد ۴ ص ۴۷۷)

معلوم ہوا کہ ماہ محرم کی حرمت روز اول سے مسلم ہے نہ کہ شہادت حسین علیہ السلام کی وجہ سے۔ مگر کچھ دوستوں کے ہاں شہادت حسینؓ کے سبب محرم کے مہینے میں خصوصیت کے ساتھ سیاہ کپڑے پہنے جاتے ہیں' سوگ کی محافل بپا کی جاتی ہیں' شادی بیاہ جیسی "عبادات و معاملات" کی ممانعت کر دی جاتی ہے اور مرثیہ خوانی کو فروغ دیا جاتا ہے' ایسی حرکات اگر شیعہ دوستوں سے سرزد ہوں تو بات پھر بھی کچھ سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن عجیب مسئلہ ہے کہ ہمارے "اہلسنت والجماعت" بالخصوص بریلوی دوست بھی صف ماتم بچھاتے ہیں۔ بریلوی دوستوں پر حقیقت آشکارا کرنے کے لئے ہم چند حوالے سپرد قلم کر رہے ہیں۔ صرف اس لئے تاکہ وہ اپنی اصلاح کر سکیں اور ہمارے لئے یہی بات نجات کا باعث بن جائے۔ آمین یارب العالمین۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی' بریلوی

حضرات کے بڑے عالم ہیں۔ اس لئے بریلوی حضرات ان کی تحریروں پر ضرور غور کریں۔

حضرت بریلوی سے پوچھا گیا کہ ----کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلے میں کہ رافضیوں کی مجلس میں مسلمان کو جانا اور مرثیہ سننا' ان کی نیاز کی چیز لینا خصوصاً آٹھویں محرم کو جبکہ ان کے یہاں حاضری ہوتی ہے کھانا جائز ہے یا نہیں؟ محرم میں بعض مسلمان ہرے رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں اور سیاہ کپڑوں کی بابت کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے۔ ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے۔ ان کی نیاز' نیاز نہیں اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی۔ کم از کم ان کے ناپاک قلین کا پانی تو ضرور ہوتا ہے اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجب لعنت ہے۔ محرم میں سیاہ اور سبز کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔ خصوصاً سیاہ کہ شعار رافضیان نیام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (احکام شریعت حصہ اول ص ۱۲۶)

مزید پوچھا گیا کہ ----کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلیفہ مرسلین ذیل میں:

بعض اہل سنت جماعت عشرہ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں' کہتے بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔ ان دس دنوں میں کپڑے نہیں اتارتے۔ ماہ محرم میں کوئی شادی بیاہ نہیں کرتے؟

الجواب

تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔ (ایضاً ص ۱۲۷)

میت پر شرعی لحاظ سے سوگ تین دن سے زیادہ جائز نہیں ہے۔ سوائے اس عورت کے جس کا خاوند فوت ہو جائے وہ چار ماہ دس دن سوگ میں رہے۔ جبکہ شہدا کربلا کو تو چودہ صدیاں گزر گئی ہیں۔

بریلوی دوست محرم الحرام میں نکاح کرنا برا متصور کرتے ہیں جبکہ حضرت بریلوی سے پوچھا گیا' کیا محرم اور صفر میں نکاح کرنا منع ہے؟

ارشاد

نکاح کسی مہینے میں منع نہیں یہ غلط مشہور ہے۔ (ملفوضات اعلیٰ حضرت حصہ اول ص ۶۰)

مرثیہ خوانی کی مجالس کا تعلق اگرچہ براہ راست شیعہ حضرات سے ہے لیکن مشاہدہ ہے کہ بریلوی دوست بھی کثرت سے ان محافل میں شرکت کرتے اور صحابہ کرام پر طعن و تشنیع سے لبریز ان خرافات کو سنتے ہیں۔ یقیناً اس سے نہ صرف یہ کہ انسان کا ایمان کمزور ہوتا ہے بلکہ اس سے حریفوں کو بھی تقویت ملتی ہے۔ تبرا بازی کے متعلق تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے اصحابؓ کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے ڈرو' (تین بار فرمایا) ان کو میرے بعد نشانہ نہ بنانا اور نہ ہی ان کی برائی بیان کرنا' جو ان کو دوست رکھے گا تو سمجھے کہ اس نے مجھے دوست رکھا اور جو ان سے دشمنی کرتا ہے تو گویا مجھ سے دشمنی کرتا ہے۔" (ترمذی)

جبکہ مرثیہ خوانی کے متعلق روایت ہے کہ:

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المراثی۔

رسول اللہ ﷺ نے مرثیہ خوانی سے منع فرمایا۔ (ابن ماجہ جلد اول ص ۴۵۹)

اور مرثیہ خوانی کی مجالس میں شرکت کے متعلق ہم احمد رضا بریلوی صاحب کا فتویٰ بھی پیش کئے دیتے ہیں:

مسئلہ

محرم شریف میں مرثیہ خوانی میں شرکت جائز ہے یا ناجائز؟

جواب

ناجائز ہے وہ مناہی و منکرات سے پر ہوتے ہیں۔ (عرفان شریعت حصہ اول ص ۱۶)

حضرت بریلوی صاحب کی ایک مستقل تصنیف "رسالہ تعزیہ داری" کے نام سے ہے جو کئی بار چھپ چکی ہے۔ اس رسالہ کے صفحہ ۱۵ پر حسب ذیل سوال و جواب مذکور ہیں۔

سوال

تعزیہ بنانا اور اس پر نذر و نیاز کرنا' عرائض بامید حاجت براری لٹکانا اور بدعت حسنہ اس کو داخل حسنات جاننا کیا گناہ ہے؟

الجواب

افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں۔ بدعت سیہ و ممنوع و ناجائز ہیں اور صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں:

تعزیہ پر چڑھا ہوا کھانا نہ کھانا چاہئے اگر نیاز چڑھائیں یا چڑھا کر نیاز دیں تو بھی اس کے کھانے سے اعتراز کریں۔"

اور تعزیہ دیکھنے کے متعلق حضرت

بریلوی کا ارشاد ہے کہ ۔۔۔۔ تعزیہ آتا دیکھ کر اعراض و روگردانی کریں اس کی طرف دیکھنا ہی نہ چاہئے۔ (عرفان شریعت حصہ اول ص ۱۵)

عاشورہ محرم میں ایک رسم یہ بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ مرد و عورت' بچے اور اس کے علاوہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں قافلہ در قافلہ قبروں کی لیپا پوچی کے لئے قبرستان جاتے ہیں اور پھر وہاں پر وہ کام کرتے ہیں جس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کی ہے۔ مثال کے طور پر قبر کو پختہ کرنا' اس پر چراغاں کرنا' اس پر نماز پڑھنا' کھانا تقسیم کرنا وغیرہ وغیرہ۔

قبروں کی زیارت کرنا چاہئے اس کی ممانعت نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے کہ "فزور والقبور فانها تذكر بالموت" قبروں کی زیارت کیا کرو اس سے موت یاد آتی ہے۔ (ابو داؤد جلد دوئم ص ۶۲۹)

موت تو تبھی یاد آئے گی جب قبرستان میں ویرانی و وحشت کا سا سماں ہو گا اور قبریں کچی اور بوسیدہ ہوں گی جس سے دنیا کی بے ثباتی کا یقین پیدا ہوا اور اگر جا بجا سنگ مر مر کی قبریں ہوں' ان پر بجلی کے فانوس و قمقمے جل رہے ہوں' قبر پر خوبصورت ریشمی غلاف پڑا ہوا ہو جس سے سارا ماحول ہی "رنگین" ہو رہا ہو تو ایسی قبر کو دیکھ کر موت تو کیا یاد آئے گی البتہ زندگی کو قریب سے دیکھنے کا موقع ضرور مل جائے گا اور پھر عورتوں کو تو قبرستان جانے کی ویسے ہی ممانعت ہے۔ کیونکہ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ:

لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج. (ابو داؤد جلد ۲ ص ۶۳۰)

محرم کی آمد کے ساتھ ہی بدعات و خرافات کا بازار گرم ہو جاتا ہے اور ہر طرح سے جانے 'انجانے اس کے تقدس کو پامال کیا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی قبرستان کی زیارت کرنی والی عورتوں پر اور قبروں کو مسجد (نماز کی جگہ) بنانے والوں پر اور ان پر چراغ جلانے والوں پر۔

اور عورتوں کے قبرستان جانے کے متعلق احمد رضا بریلوی صاحب فرماتے ہیں:

و يستحب زيارة القبور لرجال و تكره للنساء.

اور زیارت قبور مردوں کے لئے مستحب اور عورتوں کے لئے مکروہ ہے۔ قبرستان کو جانا جائز ہے۔ فرمایا ایسی بات میں جائز نا جائز نہیں پوچھتے! یہ پوچھو کہ اگر جائے گی تو اس پر کتنی لعنت ہو گی۔ خبر دار! جب وہ جانے کا ارادہ کرتی ہے تو اللہ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور جب گھر سے چلتی ہے تو سب طرف سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں اور جب قبر پر آتی ہے میت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے اور جب پلٹتی ہے تو اللہ کی لعنت کے ساتھ پھرتی ہے۔ (فتاویٰ افریقہ ص ۸۲)

قبروں کو اونچا بنانے کے متعلق حضرت بریلوی سے پوچھا گیا ۔۔۔۔ قبروں کو اونچا بنانا کیسا ہے؟

ارشاد

خلاف سنت ہے میرے والد صاحب اور والدہ ماجدہ' میرے بھائی کی قبریں دیکھیں ایک بالشت سے اونچی نہ ہوں گی۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوئم ص ۲۶۳)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:

"بلندی قبر میں حد شرح ایک بالشت ہے۔" (شفاء الوالہ ص ۱۰)

اسی مسئلہ میں ایک مقام پر حضرت بریلوی ان الفاظ میں فتویٰ دیتے ہیں کہ

"قبر کے اوپر چنائی کرنا یا قبر پر بیٹھنا یا اس کی طرف نماز میں منہ کرنا سب منع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو محل سجدہ قرار دینے سے منع فرمایا ہے۔" (الذبدۃ الذکیہ ص ۶۵)

یہ وہ چند ایک بدعات تھیں جو محرم الحرام کے مقدس مہینے میں ظاہر ہوتی ہیں ہم نے سرسری طور پر ان کا جائزہ لیا ہے وگرنہ یہ موضوع تو ایک مفصل نشست کا طالب تھا۔ ان بدعات سے آشنائی کے بعد آئیے اب ہم ذرا محرم الحرام کی فضیلت کو دیکھتے ہیں تاکہ مکمل خاکہ ذہن نشین ہو سکے۔

عظمت محرم کے بارے میں ہم ایک آیت کریمہ پہلے درج کر آئے ہیں۔ اب آئیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک

سے اس کی عزت و توقیر کا چرچہ سنتے ہیں۔ صحیح مسلم اور سنن اربعہ میں ہے کہ:

نبی علیہ السلام سے پوچھا گیا:

ای الصیام افضل بعد شهر رمضان.

رمضان المبارک کے روزوں کے بعد افضل کون سے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

شهر الذی تدعونه المحرم.

اللہ کے اس مہینے کے جسے تم محرم کہتے ہو۔ (بحوالہ ابن ماجہ جلد اول ص ۸۵۹)

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

"احتسب عند الله ان یکفر السنه"

میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ یوم عاشورہ کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو گا۔ (مشکوٰۃ تحقیق البانی ۲۰۴۴، ابن ماجہ جلد اول ص ۸۵۷ و احمد)

ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو پوچھا؟

"ما هذا الیوم الذی تصومونه"

تم لوگ اس دن کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ مبارک دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو ان کے دشمن (فرعون اور اس کے لشکر) سے نجات دلائی تھی۔ اس پر بطور شکرانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا تھا۔ لہٰذا ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا:

انا احق بموسی.

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر (بحیثیت نبی) میرا حق تم سے زیادہ ہے۔ (مشکوٰۃ، ابن ماجہ، ابوداؤد)

پھر آپ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی رکھنے کا کہا لیکن یہود کی مشابہت ختم کرنے کے لئے یوم عاشورہ سے ایک دن قبل روزہ رکھنا بھی مسنون ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

لئن بقیت الی قابل لاصومن الیوم التاسع.

اگر میں اگلے برس زندہ رہا تو نو محرم کا روزہ بھی رکھوں گا۔ (صحیح مسلم، ابوداؤد، مسند احمد)

اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ:

فلم یات العام المقبل حتی توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم.

پھر اگلا سال آنے سے پہلے ہی نبی علیہ السلام وفات پاگئے۔ (جلد ۳ ص ۱۳۶)

بہر حال آپ ﷺ نے اس کی خواہش فرمائی تھی اس لئے یہ امر عین سنت ہے۔ علاوہ ازیں مصنف عبدالرزاق اور بیہقی میں بھی بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ قول موجود ہے کہ:

"صوموا التاسع والعاشر و خالفوا الیهود."

نو اور دس محرم کا روزہ رکھو اور یہودیوں کی مخالفت کرو۔

اس طرح کی روایات بھی ملتی ہیں کہ یوم عاشورہ کے روزے کی فرضیت رمضان کے روزے فرض ہوئے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا جس کا جی چاہے دس محرم کا روزہ رکھے جس کا نہ چاہے وہ نہ رکھے۔

الغرض ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ محرم میں جائے رونے پیٹنے، تعزیہ بنانے، سبیلیں لگانے، مرثیہ گانے اور دیگر خرافات کو اپنانے سے سنت پر عمل پیرا ہونا حد درجہ بہتر ہے۔

ہم نے مختصر سا خاکہ جو ہنوز تشنہ ہے قارئین کے سامنے پیش کیا ہے تاکہ صحیح حالات سے آگاہی ہو سکے اور بدعات و خرافات سے دامن بچایا جا سکے۔

وما علینا الا البلاغ المبین.

> **یہ بات صحیح ہے کہ حضرت حسینؓ کی شہادت کا المناک واقعہ اس مہینے میں ہوا لیکن حقیقت یہ ہے کہ محرم شہادت حسینؓ سے پہلے ہی افضل و اعلیٰ اور حرمت والا تھا۔**

فرمان نبوی ﷺ

منافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔